سیرۃ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ضیاء الرحمٰن جالندھری
جامعہ خیر المدارس، ملتان

خاندان: امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنیؓ قریش میں اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی تھے۔ آپؓ کے والد ماجد کا نام عفان تھا جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو امیہ کے ایک بہت بڑے آدمی تھے۔ آپؓ کا خاندان عرب کا بہت مشہور خاندان تھا اور حضور ﷺ کے گھرانے کے بعد تمام عرب میں سب سے زیادہ شریف اور بڑا خاندان سمجھا جاتا تھا۔ قبیلہ قریش کا قومی جھنڈا "عقاب" اسی خاندان کے پاس رہتا تھا۔

شجرہ نسب پدری: سیدنا عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب اموی قریشی۔

شجرہ نسب مادری: سیدنا عثمانؓ بن سیدہ اروئیؓ بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قریشی۔

سیدہ اروئیؓ کی والدہ ماجدہ:	ام الحکیم بیضا بنت عبد المطلب بن ہاشم ہاشمیہ قریشیہ
ام الحکیم بیضا کی والدہ ماجدہ:	فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ قریشیہ
فاطمہ کی والدہ ماجدہ:	صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ قریشیہ
صخرہ کی والدہ ماجدہ:	تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب قریشیہ
تخمر کی والدہ ماجدہ:	سلمیٰ بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن حارث بن فہر قریشیہ
سلمیٰ کی والدہ ماجدہ:	عاتکہ بنت عبد اللہ بن وائلہ بن ظرب

والدہ ماجدہ: سیدہ اروئی بنت کریزؓ آپ ﷺ کی حقیقی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ام عثمان اروئی بنت کریزؓ، ام طلحہؓ، ام عمار بن یاسرؓ، ام عبد الرحمٰن بن عوفؓ، ام ابو بکر صدیقؓ، زبیرؓ اور سعدؓ اور ان کی والدہ حضور ﷺ کی زندگی میں ایمان لائیں۔ سیدنا عثمان غنیؓ کی والدہ ماجد سیدہ اروئیؓ کا انتقال آپؓ ہی کے عہد خلافت میں ہوا تھا۔

اسم مبارک: عثمان نام، کنیت ابو عمر، القاب غنی، ذوالنورین، صاحب الحلم والحیاء اللہ جل شانہ نے جب آپ کو مشرف

بہ اسلام کیا اور حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ سے آپ کا عقد فرمادیا اور ان کے بطن مبارک سے سیدنا عبداللہؓ پیدا ہوئے تو آپؓ نے اپنی کنیت ابوعبداللہ کردی۔

ولادت باسعادت: امیر المومنین حضرت سیدنا عثمانؓ کی ولادت حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے چھٹے سال بمطابق ۵۷۶ء یعنی ہجرت نبویؐ سے ۴۷ سال قبل پیدا ہوئے، اور ایک قول کے مطابق آپؓ کی ولادت طائف میں ہوئی ہے۔

حالات قبل اسلام: قبل اسلام خاندان قریش کے باعزت لوگوں میں تھے۔ اپنی ثروت اور سخاوت کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی تھی۔ حیا کی صفت میں آپ بے مثل تھے۔ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے نہانے کے لئے کپڑے اُتارتے تھے تو بھی کھڑے نہ ہوتے تھے۔ قبل اسلام بھی بُت پرستی نہیں کی اور کبھی شراب نہیں پی۔ اس صفت میں آپ اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ دونوں ممتاز تھے۔ سیدنا عثمان غنیؓ کی قدرتی طور پر فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی جس کی وجہ سے قبل اسلام بھی آپ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے۔ آپ نے اسلام سے قبل ہی اپنے اوپر شراب حرام کرلی تھی۔ زنا کبھی نہیں کیا تھا۔ **فی الاستیعاب فی ترجمة ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ کان قد حرام حرم فی الجاھلیة ھو و عثمان** (استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ بیشک زمانہ جاہلیت میں انہوں نے اور عثمان نے شراب حرام کرلی تھی۔)

قبول اسلام: سیدنا عثمان غنیؓ کی عمر مبارک ۳۴ سال کی تھی کہ مکہ میں توحید کی صدائے غلغلہ انداز بلند ہوئی۔ گوملکی رسم و رواج اور عرب کے مذہبی تخیل کے لحاظ سے سیدنا عثمان غنیؓ کے لئے یہ آواز نامانوس تھی، تاہم وہ اپنی فطری عفت، پارسائی، دیانتداری اور راستبازی کے باعث اس داعیِ حق کو لبیک کہنے کے لئے بالکل تیار تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تو انہوں نے دین مبین کی تبلیغ واشاعت کو اپنا نصب العین قرار دیا اور اپنے حلقۂ احباب میں تلقین وہدایت کا کام شروع کیا۔ ایام جاہلیت میں ان سے اور سیدنا عثمان غنیؓ سے ارتباط تھا اور اکثر نہایت مخلصانہ صحبت رہتی تھی۔ ایک روز وہ حسب معمول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو شروع کی۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی گفتگو سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے ابھی دونوں بزرگ جانے کا خیال ہی کررہے تھے کہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سیدنا عثمان غنیؓ کو دیکھ کر فرمایا۔ عثمان! کا بیان ہے کہ زبانِ نبوت کے ان سادہ وصاف جملوں میں خدا جانے کیا تاثیر بھری تھی کہ میں بے اختیار کلمۂ شہادت پڑھنے لگا اور دست مبارک میں ہاتھ دیکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔ سیدنا عثمان غنیؓ آپ ﷺ کے دارارقم کے قیام سے قبل ہی اسلام لے آئے تھے۔

شادی: قبول اسلام کے بعد سیدنا عثمانؓ کو وہ شرف حاصل ہوا جو ان کی کتاب منقبت کا سب سے درخشاں باب ہے، یعنی آنحضرت ﷺ نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ آپ ﷺ کی دوسری صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا (رخصتی نہیں ہوئی تھی) مگر اسلام کے بعد عتبہ کے باپ ابولہب کو آنحضرت ﷺ سے اتنی عداوت ہوگئی

تھی کہ اس نے اپنے بیٹے پر دباؤ ڈال کر طلاق دلوادی۔ آپ ﷺ نے سیدہ رقیہؓ کا دوسرا نکاح سیدنا عثمان غنیؓ سے کر دیا۔ جن سے اللہ رب العزت نے آپؓ کو ایک صاحبزادہ عبداللہ عطاء فرمایا، سیدہ رقیہؓ کا بروز پنجشنبہ ۹ ار رمضان المبارک ۲ ھ کو انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ربیع الاول ۳ ھ میں اپنی تیسری صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح آپؓ سے کر دیا جن کا پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے نکاح ہوا تھا (رخصتی نہیں ہوئی تھی)، سیدہ ام کلثومؓ کا انتقال شعبان ۹ ھ میں ہوا۔

ہجرت حبشہ: مکہ مکرمہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی سے مشرکین قریش کے غیظ و غضب کی آگ روز بروز زیادہ مشتعل ہوتی جاتی تھی۔ سیدنا عثمان غنیؓ بھی اپنی وجاہت اور خاندانی عزت کے باوجود عام بلا کشان اسلام کی طرح جفا کاروں کے ظلم وستم کا نشانہ تھے، ان کو خود ان کے چچا حکم بن ابی العاص نے باندھ کر مارا، اعزہ واقارب نے بھی ستانہ شروع کر دیا اور بالآخر خود آنحضرت ﷺ کے اشارہ سے اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ رقیہؓ کو ساتھ لے کر ملک حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے، چنانچہ یہ پہلا قافلہ تھا جو حق وصداقت کی محبت میں وطن اور اہل وطن کو چھوڑ کر جلا وطن ہوا۔

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکا اس لئے پریشان خاطر تھے، ایک روز ایک عورت نے خبر دی کہ اس نے ان دونوں کو دیکھا تھا اتنا معلوم ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "**ان عثمان اول من هاجر باهله من هذه الامة.**" "یعنی اس میری اُمت میں عثمانؓ پہلا شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کو لے کر جلا وطن ہوا"۔

سیدنا عثمان غنیؓ اس ملک میں چند سال رہے سیدنا عبداللہؓ کی ولادت باسعادت بھی ملک حبشہ میں ہوئی تھی۔ سیدنا عثمان غنیؓ اور بعض صحابہ کرامؓ قریش کے اسلام کی غلط خبر پا کر اپنے وطن واپس آئے تو سیدنا عثمان غنیؓ بھی آگئے، یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے، اس بنا پر بعض صحابہ کرامؓ پھر ملک حبشہ کی طرف لوٹ گئے، مگر سیدنا عثمان غنیؓ پھر نہ گئے۔

ہجرت مدینہ منورہ: اسی اثنا میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا سامان تیار کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اصحاب کو مدینہ کی ہجرت کا ایماء فرمایا۔ تو سیدنا عثمان غنیؓ بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے اور سیدنا اوس بن ثابتؓ کے مہمان ہوئے اور آپؐ نے ان میں اور سیدنا اوس بن ثابتؓ میں برادری قائم کر دی۔ اس مواخات سے دونوں میں جس قدر محبت اور یگانگت پیدا ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت پر سیدنا اوس بن ثابتؓ کے بھائی سیدنا حسان بن ثابتؓ تمام عمر سوگوار رہے اور ان کا نہایت پُر درد مرثیہ لکھا۔

بیر رومہ کی خریداری: مدینہ منورہ آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی تمام شہر میں صرف بیر رومہ ایک کنواں تھا جس کا پانی پینے کے لائق تھا، لیکن اس کا مالک ایک یہودی تھا اور اُس نے اس کو ذریعۂ معاش بنا رکھا تھا، سیدنا عثمان غنیؓ نے اس عام مصیبت کو دفع کرنے کے لئے اس کنوئیں کو خرید کر وقف کر دینا چاہا، سعی بلیغ کے بعد یہودی صرف نصف حق فروخت کرنے پر راضی ہوا، سیدنا عثمان غنیؓ نے بارہ ہزار درہم میں نصف کنواں خرید لیا اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن سیدنا عثمان غنیؓ کی باری ہوگی اور دوسرے دن اس یہودی کے لئے یہ کنواں مخصوص رہے گا۔

جس روز سیدنا عثمان غنیؓ کی باری ہوتی تھی اس روز مسلمان اس قدر پانی بھر کر رکھ لیتے تھے کہ دو دن تک کے لئے کافی ہوتا تھا، یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کچھ نفع نہیں ہوسکتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر راضی ہوگیا، سیدنا عثمان غنیؓ نے آٹھ ہزار درہم میں اس کو خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کردیا، اس طرح اسلام میں سیدنا عثمان غنیؓ کے فیض کرم کا یہ پہلا ترشح تھا، جس نے توحید کے تشنہ لبوں کو سیراب کیا۔

غزوات: سیدنا عثمان غنیؓ نے اکثر غزوات میں شرکت کی اور شجاعت وسخاوت کے جوہر دکھائیں غزوہ بدر جو کہ ۱۷/ رمضان ۲ھ کو ہوا ایک اتفاقی حادثہ کے باعث شریک نہ ہوسکے اس کی وجہ یہ تھی کے آپؓ کی اہلیہ محترمہ اور رسول اللہ ﷺ کی نور نظر سیدہ رقیہؓ بیمار ہوگئی تھیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ میں تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا اور فرمایا تم کو شرکت کا اجر اور مال غنیمت کا حصہ دونوں ملے گا، اور غزوہ ذی امر ۱۲/ ربیع الاول ۳ھ، غزوہ ذات الرقاع ربیع الاول ۷ھ میں حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام امیر مقرر کیا تھا۔

بیعت وخلافت: سیدنا عثمان غنیؓ سے بیعت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطابؓ کی تدفین کے چھوتھے دن بروز چہار شنبہ ۴/ محرم الحرام ۲۴ھ بمطابق ۹/ نومبر ۶۴۴ء کو ہوئی۔ سب سے پہلے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس کے بعد سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اس کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔ سیدنا عثمان غنیؓ کی مدت خلافت ۱۱سال ۱۱ماہ ۱۴دن تھی۔

فتوحات: سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنے دور خلافت میں مختلف علاقوں میں مہم روانہ کی اور فتح سے ہم کنار ہوئے۔ آپؓ کے دور خلافت میں جو فتوحات ہوئی ان میں فتح طرابلس، فتح افریقیہ، فتح قبرص، فتح طبرستان، اور ان کے علاوہ اسپین پر حملہ کیا بعض علاقوں کو فتح کیا گیا، ان فتوحات کے علاوہ آپؓ کے عہد میں اور بھی فتوحات ہوئیں ۳۱ھ میں خبیب بن مسلمہ فہری نے آرمینیہ کو فتح کرکے اسلامی ممالک محروسہ میں شامل کرلیا۔ ۳۲ھ میں سیدنا امیر معاویہؓ کا ایک مہم پر بھیجنا، سیدنا عبداللہ بن عامر بن کریزؓ (سیدنا عثمان غنیؓ کے ماموں کے بیٹے تھے) کا مرورود، طالقان، فاریاب اور جوزجان کا فتح کرنا ہے۔

فتوحات کی وسعت: عہد عثمانی میں ممالک محروسہ کا دائرہ بھی نہایت وسیع ہوا، افریقہ میں طرابلس، برقہ اور مراکش (افریقہ) مفتوح ہوئے، ایران کی فتح تکمیل کو پہنچی، ایران کے متصلہ ملکوں میں افغانستان، خراسان اور ترکستان کا ایک حصہ زیر نگین ہوا، دوسری سمت آرمینیہ اور آذربائیجان مفتوح ہوکر اسلامی سرحد کوہ قاف تک پھیل گئی، اسی طرح ایشیائے کوچک کا ایک وسیع خطہ ملک شام میں شامل کرلیا گیا۔ بحری فتوحات کا آغاز خاص سیدنا عثمان غنیؓ کے عہد خلافت سے ہوا، سیدنا عمر فاروقؓ کی احتیاط نے مسلمانوں کو سمندری خطرات میں ڈالنا پسند نہ کیا، ذوالنورینؓ کی اولوالعزمی نے خطرات سے بے پرواہ ہوکر ایک عظیم الشان بیڑا تیار کرکے جزیرۂ قبرص (سائپرس) پر اسلامی پرچم بلند کیا اور بحری جنگ میں قیصر روم کے بیڑے کو جس میں پانچ سو جنگی جہاز شامل تھے، ایسی فاش شکست دی کہ پھر رومیوں کو اس جرأت کے ساتھ بحری حملہ کی ہمت نہ ہوئی۔

قرآن مجید: سیدنا عثمان غنیؓ روایت کرتے ہیں کہ قرآن کا پڑھنا یا پڑھانا سب سے افضل ہے، غالباً اسی لئے آپؓ کو

قرآن شریف سے خاص شغف تھا، دوسرے اکابر صحابہؓ کی طرح وہ بھی قرآن مجید کے حافظ تھے اور چونکہ کاتب وحی رہ چکے تھے، اس لئے ہر آیت کے شان نزول اور اس کے حقیقی مفہوم سے واقف تھے، کہتے ہیں کہ عہد نبوت میں انہوں نے بھی ایک مصحف جمع کیا تھا، آیات قرآنی سے استدلال، استنباط احکام اور تفریع مسائل میں خاص ملکہ رکھتے تھے، قرآن پاک کو نومسلم قوموں کی تحریف سے بچانا ان کا بڑا کارنامہ ہے، یہ واقعہ بھی ان کی فضیلت کا ایک باب ہے کہ اس وقت بھی جب وہ دشمنوں کے نرغہ میں تھے اور قاتل تیغ بکف اُن کے سامنے تھے اور وہ قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے۔

حدیث شریف: سلسلۂ احادیث میں دوسرے صحابہ کرامؓ کی نسبت سیدنا عثمان غنیؓ سے مرفوع احادیث بہت کم مروی ہیں، آپؓ کی کل روایتوں کی تعداد ۱۴۶ ہے جن میں تین متفق علیہ ہیں، یعنی بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہیں اور آٹھ صرف بخاری اور پانچ صرف مسلم میں، اس طرح صحیحین میں آپؓ کی کل ۱۶ احدیثیں ہیں۔

فقہ واجتہاد: سیدنا عثمان غنیؓ اگرچہ سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ کی طرح اکابر مجتہدین میں داخل نہیں تاہم وہ شرعی اور مذہبی مسائل میں مجتہد کی حیثیت رکھتے تھے اور دوسرے مجتہد صحابہؓ کی طرح ان کے اجتہادات اور فیصلے بھی کتب آثار میں مذکور ہیں۔ لوگ ان کے قول و عمل سے استناد کرتے تھے۔ خصوصاً حج کے ارکان اور مسائل کے علم میں ان کا پایہ بہت بلند تھا، اس علم میں ان کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا درجہ تھا، شیخین کے عہد خلافت میں بھی سیدنا عثمان غنیؓ سے فتوے پوچھے جاتے تھے اور پیچیدہ مسائل میں ان کی رائے دریافت کی جاتی تھی۔

وسائل معاش: معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا، عرب میں کوئی ان سے بڑا دولتمند تاجر نہ تھا، اس غیر معمولی دولت وثروت کے باعث ان کو ''غنی'' کا خطاب دیا گیا تھا۔

شہادت: سیدنا عثمان غنیؓ کو رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں کی بنا پر یقین تھا کہ شہادت کی سعادت ان کے لیے مقدر ہو چکی ہے، تاہم رسول اللہ ﷺ ہی کی زبانی انہوں نے یہ سنا تھا کہ جب امت محمدیہ میں ایک بار تلوار کھنچ جائے گی تو پھر وہ قیامت تک بے نیام رہے گی، لہٰذا ان کی خواہش تھی کہ امت محمدیہ کو اس اندرونی عذاب سے جب تک بچایا جاسکتا ہے، بچانے کی کوشش کی جائے، چنانچہ دورانِ محاصرہ میں کئی مرتبہ سیدنا عثمان غنیؓ نے بالاخانہ پر چڑھ کر محاصرین کو پند و نصیحت کی اور تفصیل کے ساتھ اپنے فضائل ومناقب بیان کئے مگر ان سنگ دلوں پر جن کے ایمان کی روشنی ماند پڑ چکی تھی کچھ اثر نہ ہوا۔ غافقی نے پیشانی مبارک پر لوہے کا ایک گرز مارا، جس سے آپؓ پہلو کے بل گر پڑے، سودان بن حمران نے تلوار کھینچ کر آپؓ پر وار کیا، لیکن وفادار بیوی نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ نے اسے اپنے ہاتھ پر روکا اور ان کی انگلیاں اڑ کر الگ جا پڑیں، پھر عمر بن حمق نے اپنی حماقت وضلالت کا ثبوت اس طرح دیا کہ ذی النورین کے سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھا اور آپؓ پر نو زخم لگائے، پھر کوئی شقی ازلی آگے بڑھا اور اس نے گردن مبارک کو جسم سے جدا کر دیا، خونِ عثمانی کے قطرے جس آیت پر گرے وہ یہ تھی: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ''ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لیے کافی ہے اور وہی صاحب علم اور سننے والا ہے۔''

خلیفۃ المسلمین کے متنِ حیات کو تاراج کرنے کے بعد مفسدین نے کاشانہ خلافت کو لوٹا، پھر بیت المال پر ہاتھ صاف کیا۔ سارے مدینہ میں مفسدین کا راج تھا دلوں پر ان کی ہیبت چھائی ہوئی تھی اور زبانوں پر ان کے خوف سے مہر لگی ہوئی تھی۔ سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت بروز جمعۃ المبارک ۱۸/ذوالحجہ ۳۵ھ بمطابق ۱۶/جون ۶۵۶ھ کو بوقت عصر ہوئی۔ تین روز تک نعش بے گوروکفن پڑی رہی۔ چند لوگ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے پاس گئے ان کی سفارش سے دفن کی اجازت ملی، مغرب اور عشاء کے درمیان جنازہ اٹھایا گیا، سترہ آدمیوں نے مل کر نماز جنازہ پڑھی، سیدنا جبیر بن مطعمؓ یا سیدنا زبیر بن العوامؓ نے نماز جنازہ کی امامت کی، اور جنت البقیع روضۃ الرسول ﷺ کے قریب دفن کر دیا گیا۔

حُلیہ مبارک: صورۃً خوش رو اور خوب صورت تھے۔ رنگ گندم گوں، قد معتدل، ناک بلند اور خم دار، رُخسار پُر گوشت اور اُن پر چیچک کے ہلکے ہلکے داغ، داڑھی مبارک گھنی اور طویل، سر کے بال گھنے اور بڑے بڑے، یہاں تک کے زلف کانوں تک پہنچتی تھی، بعض روایات کے مطابق بالوں میں خضاب فرماتے تھے، دانت پیوستہ اور چمکدار تھے جن کو سونے کی تار سے باندھ کر مضبوط کیا گیا تھا۔

ازواج واولاد: سیدنا عثمان غنیؓ مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام اہلیہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ سیدہ رقیہؓ بنت محمد رسول اللہ ﷺ	عبداللہ اکبرؓ (لاولد)	
۲۔ سیدہ ام کلثومؓ بنت محمد رسول اللہ ﷺ		
۳۔ فاختہ بنت غزوان	عبداللہ اصغر (لاولد)	
۴۔ ام عمروؓ بنت جندبؓ بن عمرو بن حممہ دوسی	عمرو، خالد، ابان، عمر	مریم (کبریٰ)
۵۔ فاطمہؓ بنت ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو	ولید، سعید	ام سعید
۶۔ ام البنینؓ بنت عیینہؓ بن حصن بن حذیفہ۔	عبدالملک (لاولد)	
۷۔ رملہؓ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف		عائشہ زوجہ سیدنا حسنؓ، ام ابان، ام عمرو
۸۔ نائلہ بنت الفرافصہ کلبیہ		مریم (صغریٰ)

سیدنا عثمان غنیؓ کی نسل عرب وعجم میں پھیلی ہوئی ہے جو عثمانی اموی قریشی کے نام سے معروف ہے ان میں سے بعض حضرات کے اسماء گرامی پیش کیے جاتے ہیں:۔

خواجہ عثمان ہارونیؒ، شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتیؒ، شیخ ابوالوفاء عثمانیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، شیخ نہال احمد دیوبندیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا ناز کی کیفی عثمانیؒ و مفتی رفیع عثمانی و مفتی تقی عثمانی ابنائے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ۔ ☆☆